مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رحمہ اللہ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشان است ۔۔۔ خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۱۸، ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۸۲ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بات چل رہی تھی کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت وہ زخمی تھے اور قریب الوفات تھے اُس وقت بے چینی کا اظہار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ بے چینی اس تکلیف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خیال سے ہے کہ تمہارا اور تمہارے بعد آنے والوں کا کیا ہوگا ؟ میرے بعد کیا صورت ہوگی ؟ تم لوگوں کی خاص طور پر یہ فکر مجھے زائد ہے، اور اسی پہ میں نے عرض کیا تھا کہ حج کے دوران خاص طور پر اُنہوں نے اس بات کو نوٹ کیا تھا فکر مند تھے۔

اس حادثہ سے پہلے جو جمعہ گزرا تھا اُس میں اُنہوں نے تقریر فرمائی اور اُس میں کئی چیزیں ذکر کیں اور وہ تقریر اس گفتگو کے متعلق تھی جو حج کے موقع پر آپ نے سُنی تھی آپ کو بعض لوگوں کی رپورٹ پہنچی کہ بعض لوگ باتیں کر رہے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ رہیں اور وفات پا جائیں تو ہم فلاں آدمی سے بیعت کر لوں گا۔ دوسرے نے کہا میں فلاں آدمی سے بیعت کر لوں گا۔ یعنی انہیں خلیفہ مان لوں گا اور کچھ

لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہاں بات ٹھیک ہے اچانک جسے خلیفہ بنا لیا جائے وہ چل جاتا ہے جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چل گئے۔

بات یہ تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نامزد کر دیں لیکن آپ اِس سے رُک گئے یہ جمعرات کے دن کی بات ہے فرمایا کہ تم بھائی کو اور والد کو بُلا لو میں لکھ دوں گا۔ اور بھی ارشادات فرمائے اس طرح کے لیکن پھر رُک گئے اور فرمایا کہ وَ یَأْبَیٰ اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ[1] مُسلمان خود ہی راضی نہیں ہوں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر گویا کہ جو آگے کو آنے والی چیز تھی وہ بتا دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نقل کیا اور فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جیسے ابو بکرؓ تھے۔ ان جیسا کوئی ہے بھی نہیں اور، وہ تو اُمت میں فردِ واحد تھے، سب سے بڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں جو دُشواری پیش آئی وہ کیا تھی ؟ مشورہ ہوتا رہا اور یہ حضرات پہنچ گئے وہاں ثقیفۂ بنی ساعدہ میں وہاں جاکر باتیں کیں پھر اُن لوگوں کو متفق کیا۔ فضائل ذکر کیے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پھر انصار راضی ہوئے اور بیعت ہوئی وہاں ثقیفۂ بنی ساعدہ میں، یہ بیعت ہونا یہ رائے دینا ہے گویا کہ بیعت ہونا بھی ووٹ دینا ہے، بلکہ ووٹ سے بھی آگے ایک معاہدہ ہے کہ ہم آپ کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ تو بلکہ ایسے ہے جیسے اسمبلی کے ممبران حلف اُٹھاتے ہیں، اس درجہ کی چیز ہوگئی بیعت ہونا، اُس کے بعد بیعتِ عامہ اُنہوں نے کی مسجد میں آکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ پورا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ یہ بھی بتلایا کہ وہ اہم تھے اس لیے ایسے ہُوا اور اُن کی عظمت سب لوگ مانتے تھے اُنہیں کوئی خفا نہیں کرسکتا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہو جاتے تھے تو تم میں کون ابو بکر جیسا ہے ؟ آج اگر کوئی ایسے کرے گا جیسے مَیں نے سُنا تھا۔ حج کے موقع پر بعض لوگ ذکر کر رہے تھے (تو جس کے ہاتھ پر بیعت ہوگی اور جو کرے گا دونوں مارے جائیں گے۔) لیکن وہاں مکۂ مکرمہ میں چونکہ مخلوط لوگ تھے بات نہ سمجھ پاتے، سمجھانا میں چاہتا تھا۔ سمجھ نہ پاتے۔ اس لیے مَیں نے وہاں یہ بات مناسب نہ سمجھی۔ یہ دار الخلافہ ہے۔ یعنی مدینہ منوّرہ انتخاب جو ہونا ہے وہ یہاں ہونا ہے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵

یہاں کے بعد پھر دوسری جگہوں پر اطلاع پہنچے گی اور انتخاب ہوگا۔ بیک وقت تو ووٹنگ ـــــــ ہو ہی نہیں سکتی تھی نہ رائے لی جا سکتی تھی ناممکنات میں سے تھا تو اس کا طریقہ کار یہی تھا کہ دارالخلافہ (مدینہ منورہ) میں طے کر لیا جاتا تھا کیونکہ وہیں سب سے اہم لوگ ہُوا کرتے تھے اور اُن کے فیصلہ کو ہر جگہ تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ تو انھوں نے یہاں تقریر کی مدینہ منورہ میں کہ آج اگر کوئی ایسا کرے گا تو جس کے ہاتھ پر بیعت کرے گا اور جس نے بیعت کی وہ دونوں کے دونوں مارے جائیں گے۔ جو ایسا سوچتے ہیں کہ ہم ایسا کر کر بیعت کرلیں گے اور بس وہ پھر ماننی پڑ جائے گی لوگوں کو، تو جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط ہے۔ یہ تو ایسا ہے کہ اَنْ یَّغْصِبُوْا اُمُوْرَا النَّاسِ کہ جیسے لوگوں کے معاملات میں دخل اندازی کر کے اُن کے حقوق کو غصب کر رہے ہیں تو جو کوئی اب ایسا کرے گا۔ مِنْ غَیْرِ مَشْوَرَۃٍ بغیر مُسلمانوں سے مشورہ لیے فَلَا یُتَابَعُ ھُوَ وَلَا الَّذِیْ تَابَعَہٗ مَخَافَۃَ اَنْ یُّقْتَلَا نہ اُس کی پیروی کی جائے گی اور نہ اِس کی پیروی کی جائے گی جس کے ہاتھ پر اُس نے بیعت کی ہے اور دونوں کا یہی ہوگا ہر وقت کہ اس خیال میں ہوں گے کہ کہیں ہم دونوں مارے نہ جائیں اور لوگ بھی اس خیال میں ہوں گے پتہ نہیں یہ کتنے دن چلتے ہیں تو یہ تو غلط بات ہے یہ اُنھوں نے خُطبہ ارشاد فرمایا اور ایسا کام کرنے والوں کو اُنھوں نے غاصب قرار دیا کہ حقوق جو ہیں وہ غصب ہو جاتے ہیں اس میں لوگوں کی مرضی نہیں ہوتی اور لوگوں کی مرضی نہ ہو تو حکومت کا جماؤ نہیں ہوتا حکومت کا جماؤ نہ ہو تو امن نہیں ہوتا یہ ساری چیزیں گڑبڑ ہو جائیں گی تو اُن کی بے چینی جو تھی وہ اس قسم کی تھی اس کے بعد ہی یہ قصہ پیش آ گیا۔ حج میں یہ بات سُنی تھی تشریف لائے تو خُطبہ دیا اور خطبہ کے بعد پھر تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ یہ واقعہ پیش آگیا تو ان دنوں میں وہ کچھ طے نہ فرما سکے تھے کہ کون میرے بعد ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو نامزد کیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لیکن میں عرض کر چکا ہوں اُس کے بارے میں کہ نامزدگی اس طریقے کی نہیں کی تھی بلکہ اُنھوں نے مشورہ لیا تھا پہلے اور جن لوگوں کو تَرَدُّد تھا اُنھوں نے اپنا تَرَدُّد ظاہر کیا کہ ہمیں یہ تَرَدُّد ہے کہ اُن کے مزاج میں یہ حدّت ہے بس یہ ایک چیز ایسی ہے باقی کوئی چیز نہیں حِدّت یعنی تیزی اس سے ہمیں اندیشہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں پھر ابوبکرؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا اور کہا کہ نہیں وہ تیزی جو ہے وہ اس قسم کی نہیں ہے، بلکہ جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو اُس میں یہ تیزی نہیں کرتے غور کرتے ہیں تیزی ضرور ہے لیکن جب

کوئی ذمہ داری ڈالی جائے۔ پھر بے سوچے سمجھے کچھ کہہ دیں یا کر دیں ایسا ہرگز نہیں ہے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ اچھا پھر اعلان کر دیں، آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور وہ اعلان کرتے رہے، مضمون لکھا اُس کا مضمون سُنایا کہ یہ مضمون ہے مگر اتنی کمزوری تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ وہ مضمون دو یا تین دفعہ میں پُورا ہوا ہے۔ کیونکہ درمیان میں بے ہوشی کی کیفیت ہو جاتی تھی۔ پھر ہوش میں آتے تھے تو فرماتے تھے کہ آگے کیا ہے؟ وہ سُنا دیتے تھے پھر اس طرح دو تین دفعہ میں وہ پُورا مضمون ہُوا ہے تو اُنھوں نے نامزد اس طرح نہیں کیا کہ بغیر مشورہ کے نامزد کر دیں۔ کیونکہ اگر بغیر مشورہ کے نامزد کرنے کا کوئی طریقہ اس طرح رواج دینا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو خود کر لیتے ایسے، مگر آپ نے نہیں کیا اپنے بعد کے لیے، نامزد جو ہونے والے تھے اُن کے نام ضرور لیے ہیں کہ میرے بعد یہ اور یہ آنے والے ہیں۔ ابوبکر ہیں، عمر ہیں اور ان میں کون پہلے کون بعد میں یہ بھی نہیں اُس میں کوئی ذکر وہ تو معجزات میں شمار ہوتا ہے کہ آپ نے آئندہ آنے والے واقعات کی جو خبر دی ہے وہ یہ ہے آگے کے لیے

حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا سوائے اس کے کہ تمہارا معاملہ پُوری اُمت کا معاملہ ہے، میں چند لوگوں کو جو ایسے ہیں کہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہے ہیں ہمیشہ، ایسے لوگوں کے سُپرد کر دوں کہ وہ آپس میں کثرتِ رائے سے کسی کو چُن لیں اُن میں سے کسی کو لے لیں میری رائے یہ ہے، اُنھوں نے بھی نامزد معین کر کے نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے اپنی رائے یہ دی۔ اُن میں سے کسی ایک کو لے لیا جائے جس پر لوگ متفق ہو جائیں وہ چھ حضرات تھے ایک اپنے بہنوئی حضرت سعیدؓ اور غالباً وہاں نام اُن کا نہیں لیا ہے اُنھوں نے شاید وہ وہاں تھے نہیں کہیں روانہ ہُوئے تھے اس خطبہ میں تو تھے جس وقت یہ تقریر ارشاد فرمائی جمعہ کے وقت اس کے بعد جب یہ واقعہ پیش آیا اس وقت غالباً نہیں تھے تو اُنھوں نے پھر نام لیے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سعیدؓ کا نام نہیں لیا حیات تھے وہ۔

سعد بن ابی وقاصؓ کو حضرت عمرؓ نے کوفہ سے معزول کر دیا تھا اس کے بارے میں فرمایا آپ نے کہ میں نے جو اُن کو معزول کیا تھا وہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ وہاں انتظام نہیں سنبھال سکتے تھے۔ یہ بات بھی نہیں تھی کہ انھوں نے کوئی خیانت کی ہو۔ اگر اُن کا نام آجائے قضا کا تو وہی مناسب ہوں گے اور جو وصیتیں کرنی تھیں وہ وصیتیں فرمائیں۔

یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے وقت پیش آیا۔ نامزدگی اُسے نہیں کہا گیا آج تک کسی نے بھی نامزدگی نہیں کہا، انتخاب ہی کہا ہے اُس دور میں جب وسائل کم تھے انتخاب کا طریقہ اس سے بہتر ہو بھی نہیں سکتا تھا کوئی۔ پھر یہ کہ بیعتِ عامّہ بھی ہوتی تھی اور بیعتِ عامّہ یعنی پہلے یہاں یہ بیعت ہوئی اور پھر اور لوگ آتے گئے۔ بیعت ہوتے گئے۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے بیعت کے لیے اور اُس میں تخلّف ثابت نہیں، اس میں یہ نہیں کہ دو رائے ہوئیں کہ انتخاب غلط ہوا ہو کسی نے غلط کہا ہو، غلط تسلیم کیا ہو۔ ایسی صورت نہیں ہوئی۔

اُنھوں نے بڑی دیانت داری سے بڑی بے غرضی بے نفسی سے اپنے بیٹے کا نام نہیں لیا، اور اپنے بیٹے کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھ رہے گا بس، مگر مَیں جن لوگوں کے اندر یہ (خلافت کی ذمہ داری) رکھنی چاہتا ہوں وہ وہ ہیں کہ جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تعریف فرمائی ہے جنہیں جنت کی بشارت دی ہے جن کے لیے آپ اُمّت پر راضی ہوئے اور ان میں سب سے زیادہ اہلیت پائی جارہی ہے تو یہ بات تھی۔

حضرت ابوعُبیدہ رض کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو مَیں اُن کے لیے ایسے کرلیتا، اس کا مطلب یہ کہ اُن میں بہت بڑی بڑی صلاحیتیں محسوس ہوتی تھیں حضرت عمر رض کو، اگرچہ ہمارے سامنے جو آیا ہے اُن کا معاملہ وہ دو ہیں ایک امین ہونا، نجران کا وفد آیا اُنھوں نے کہا ہمارے پاس ایک امین بھیج دیجیے آدمی جو امانت دار ہو حَقَّ اَمِیْنٍ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا میں ایسا آدمی بھیجوں گا جو حَقَّ اَمِیْنٍ پوری طرح امین ہو اور حضرت ابوعبیدہ رض کو بھیجا۔ بعد میں دوسرا واقعہ سامنے آتا ہے وہ جہاد کے متعلق ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے وہاں کے کمانڈر پورے محاذ کے انچارج اُن کے بعد حضرت ابوعبیدہ رض ہوگئے۔ شام کے محاذ کی طرف انچارج تو اس طرح تو حضرت سعد بن ابی وقاص رض بھی رہے ہیں قادسیہ میں اور ایران کے محاذ پر بھی، تو یہ حضرات رہے تو ہیں لیکن ان میں اہلیتیں جو اور تھیں ان کا مطالعہ غالباً حضرت عمر رض کو بڑا پسند آیا تھا۔ ایک دفعہ سفر کرکر تشریف لے گئے۔ شام کی طرف سفر کیا اور پہنچے وہاں دریافت کیا کہ کہاں ٹھہریں گے اُنھوں نے کہا کہ مَیں اپنے بھائی کے پاس ٹھہروں گا۔ یعنی حضرت ابوعبیدہ رض کے پاس وہاں ٹھہرے، گئے اُنہی کے خیمے میں ٹھہرے جہاں مکان تھا یا خیمہ تھا اُس میں قیام فرمایا۔ وہاں دیکھا تو وہاں سامان ہی کچھ نہیں تھا، چند چمڑے کے جیسے مشکیزے ہوتے

ہیں یا اور کوئی اس طرح کے برتن جیسے بنے ہُوئے ہوتے ہیں اس طرح شکل تھی پُوچھا سامان کہاں ہے؟ کہا بس کُل یہی ہے تو ایک آدمی جو اتنے بڑے علاقے کو فتح کررہا ہو جو گویا دُنیا کی سُپر پاور تھا اُس وقت، یا یہ ایران یا رُوم اُس کے علاقے کو فتح کر رہے۔ دارالحکومت فتح کرلیا اور آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کا خود اپنا ایسا حال ہے تو یہ چیزیں بڑی پسند تھیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو) وہ فرمانے لگے کہ ہم سب کو ــــــــــــ دُنیا نے تبدیل کردیا تمہیں نہیں بدلا یہ جُملہ بھی ویسے ہی (تواضعاً) تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انہیں (حضرت عمرؓ کو) بھی نہیں بدلا دُنیا نے، اثر انداز ان پر بھی نہیں ہوئی تھی ایک سے دوسرا سالن نہیں ساتھ رکھتے تھے تو بات چل رہی تھی کہ ایک طریقہ وہ ہے انتخاب کا۔ تیسرا یہ ہوتا ہے کہ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد پیش آیا واقعہ کہ ان کی بھی شہادت ہو گئی اور اس وقت بھی بہت سے صحابہ کرام یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ شہید کردیں لوگ اور ہو گئی (شہادت) تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے لوگ کہ آپ بیعت لے لیجیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے ہیں وہ باغی تھے آپ نے فرمایا کہ نہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے پاس بھی گئے۔ وہ مدینہ منوّرہ کے قریب رہتے تھے باہر، وہاں پہنچے منع کردیا اُنہوں نے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا حضرت زبیر رضؓ نے منع کردیا، انہیں کا نام تو بہت آتا ہے کہ تینوں حضرات نے منع کردیا آخر بہت سے لوگوں نے حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ آپ کی ذات کا نہیں بلکہ پوری اسلامی مملکت کا معاملہ ہے تو اس میں پہلوتہی کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے تو آپ کو کرنا ہی پڑے گا۔ پھر راضی ہوگئے۔ لیکن اُنھوں نے اپنے لیے ترجیح کے واسطے ایک اُصول بنا لیا اُنھوں نے کہا کہ یہ جو ہے یہ تمہارے کہنے سے میں بیعت نہیں لوں گا۔ جب تک وہ حضرات نہ آئیں جو اہلِ بدر ہیں کیونکہ اہلِ بدر زندہ تھے۔

اسلام میں سب سے بڑا درجہ جو ہے وہ تو عشرہ مبشرہ کا ہے اُن کے بعد درجہ جو ہے وہ اہلِ بدر کا ہے تو جو لوگ انقلاب لاتے ہیں تو اصل میں پھر حکومت وہی کرتے ہیں وہ قربانیاں دیئے ہُوئے ہوتے ہیں بہت کچھ کیے ہُوئے ہوتے ہیں تو انقلاب لانے والے جو لوگ ہوتے ہیں وہ حکومت کے حقدار سب سے زیادہ ہوتے ہیں تو سب سے زیادہ قربانی دینے والے اس انقلاب میں وہ اہلِ بدر ہیں سب سے اوّل درجہ اُن کا آتا ہے۔ خدا کے یہاں اُن کا درجہ بہت بڑا ہے وہ تین سو تیرہ حضرات ہیں، ان میں سے ۳۲ھ میں نو حضرات زندہ تھے مدینہ منورہ میں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور میں بھی اسّی کے قریب زندہ

تھے کچھ کی وفات اور ہو گئی، ۳۵ھ تک تین سال بعد اور تین سال بعد اثنی کے لگ بھگ حیات تھے انہوں نے کہا جب تک وہ نہ آئیں اور وہ نہ مجھے خلیفہ بنائیں اُس وقت میں نہیں ہلوں گا۔ بیعت تو یہ بھی انتخاب ہی ہوا۔ اہلِ بدر نے پہلے بیعت کی ہے بعد میں اہلِ مدینہ نے اور دوسرے لوگوں نے بیعت کی ہے اور پھر بیعتِ عامہ مسجد میں ہوئی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نامزد نہیں کیا ہے، آپ اگر چاہتے نامزد فرمانا نامزد فرما سکتے تھے ارادہ بھی ہوا بلایا بھی اور پھر رُک گئے، ایک دن فرمایا بھی لاؤ میں لکھ دوں یہ بہتر ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بات کی کہ ہمارے پاس کتاب اللہ ہے اور دریافت کریں کہ کیا ارشاد ہے؟ کیا مطلب ہے؟ اس طرح سے یہ بات ہوتی رہی اور آپ نے فرمایا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ، اُٹھ جاؤ، وہ اُٹھ گئے بات رہ گئی، لیکن یہ جمعرات کے دن کی بات ہے، جمعہ، ہفتہ، اتوار، پیر چار دن اور گزرے بعد میں، اس درمیان میں باہر تشریف بھی لائے ہیں، نماز بھی پڑھائی ہے۔ خطبہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ پیر کے دن شام کے وقت وفات ہوتی ہے۔ بعد از دوپہر شام کے قریب مگر آپ نے مُعیّن نہیں کیا کسی کو اور یہ فرمایا وَ یَابَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ خود بخود ایسے ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اور مومن ابوبکر کے سوا باقی اور کسی پر راضی نہ ہوں گے تو وہ متفق کرنا اور پھر ایک طرف لانا لوگوں کو اور راضی کرنا یہ کام تو کرنا پڑا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں، ثقیفہ بنی ساعدہ میں گئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بات کی وہ انصار ہی سیدھے لوگ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یا تو ایسے ہوتا کہ انصار میں سے ہوتا (خلیفہ) کہ اِنْ نُّتَابِعَھُمْ عَلٰی مَالَا نَرْضٰی پھر اُن کے پیچھے چلتے رہتے اور اس طرز پر کہ جس طرز ہم راضی نہ ہوں طبیعت ہماری خوش نہ ہو تو ٹھیک نہ ہوتا یا مخالفت کرتے تو فساد فی الارض ہو جاتا جھگڑا ہو جاتا اس واسطے اس معاملے کو طے کرنا ضروری تھا تو ہم پھر وہیں پہنچ گئے جہاں وہ جمع ہیں قبل اس کے کہ وہ اپنے آدمی کو آگے بڑھائیں نام لائیں اُس کا ہم پہنچ گئے خود ہی وہاں کچھ لوگوں نے منع بھی کیا کہ وہاں مت جائیں ہم نے کہا نہیں وہیں جائیں گے جا کر باتیں کریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں یہ تقریر کے جملے کہوں گا اور ذہن میں یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسی باتیں نہیں سوچ رکھی ہوں گی، وہ فرماتے ہیں کہ بس وہاں بات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہہ دیا کہ ذرا ٹھہر و میں بات کرتا ہوں اب اُن کو ناراض کوئی نہیں کرنا چاہتا تھا کہتے ہیں کہ میں بھی چپ ہو گیا، لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ میں نے اتنی اچھی تقریر سوچی تھی ایسا اچھا مضمون سوچا تھا یہ کیسے ہوگا تو فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ

عمدہ اُن کا مضمون تھا۔ جب اُنہوں نے ادا کیا اور اُنہوں نے یہ کہا کہ بَایِعُوْا عُمَرَ عمرؓ سے بیعت کرلو یا حضرت ابوعبیدہؓ کا اسم گرامی لیا کہ ابوعبیدہ سے بیعت کرلو تو فرماتے ہیں کہ ساری تقریر میری تقریر سے بہتر تھی سوائے ان دو لفظوں کے یہ مجھے پسند نہیں آئے اور وہ کہتے تھے کہ میں اس کو پسند کروں گا کہ مرجاؤں بہ نسبت اس کے کہ میں ایسے لوگوں پر حکومت کروں کہ مَحْکُوْمِیْنَ میں ابوبکرؓ جیسے لوگ ہوں میرے محکوم لوگوں میں ابوبکر جیسے ہوں یہ میں پسند نہیں کرتا، فرماتے تھے کہ یہ آج تک میرا یہی حال ہے اس وقت تک یہی حال ہے۔ وفات سے کچھ پیشتر جو تقریر فرمارہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ یُّصَوِّرَ نَفْسِیْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَیْئًا لَا اَجِدُ سوائے اس کے کہ خدانخواستہ، موت کے وقت کوئی چیز ایسی پیش آجائے میرے دل میں جو مجھے اب نہیں محسوس ہوتی اور اس وقت پیش آجائے وہ الگ بات ہے بہرحال مسئلہ تھا یہاں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انتخاب کا کہ وہ کیسے ہُوا؟ اس مناسبت سے میں نے یہ ذکر کیا ہے کہ انتخاب کا طریقہ ہی پسند فرمایا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس چیز کو اسی طرح چھوڑ دیا تھا، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے مشورہ کرلیا اور جو اعتراضات تھے اُن کا جواب دیا لوگوں کی تشفی کی لوگ مطمئن ہوگئے پھر فرمایا کہ پھر لکھ لو ایک چیز اور اعلان فرمادیا وہ مضمون بھی سُنایا اور ان کے بعد حضرت عُمر رضی اللہ عنہ بھی اسی بے چینی میں مجھے ایک طریقہ پسند آیا کہ یہ اتنے آدمی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے بچے ہُوئے ان میں سے آپ کسی کو منتخب کرلیں فَاِنْ اَصَابَتِ الْاِمْرَۃُ سَعْدًا فَھُوَ ذَاکَ اگر امارت سعد رضی اللہ عنہ کو مل جائے تو بس وہ بھی ٹھیک ہے ورنہ اَیُّکُمْ مَا اُمِّرَ تم میں سے کوئی بھی امیر بنایا جائے اُس کو یہ اور یہ اور یہ میں وصیّت کرتا ہوں نامزد نہیں کیا کسی، چھوڑ دیا انتخاب پر پھر وقت گزر گیا زیادہ اور یہ حضرات سوئے نہیں اسی سوچ میں رہے پھر انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب ہم نے ہی ہونا ہے اور سب کی رائے وہی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف بھی نہیں ہے تو ہم میں سے یہ طے کرلیں تاکہ آسانی سے اور جلدی طے ہوجائے اور ووٹ کم کیے دینے ہیں چھ کے تین کیے دیتے ہیں اور پھر اُنھوں نے اپنے میں سے ایک کو ذمّہ دار بنادیا۔ (یعنی اپنی اپنی رائے کے لیے دوسرے کو وکیل بنادیا اور اس طرح معاملہ خوش اسلوبی سے طے پاگیا) اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مُستقیم پر قائم رکھے اور آخرت میں ان حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)